تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

تقریر

اولاد دین کی پہلوان ہو

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ کے تناظر میں)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (ال عمران:39)

اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

کر اِن کو نیک قسمت، دے اِن کو دین و دولت
کر اِن کی خود حفاظت، ہو اِن پر تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزّت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ يَّرَانِيْ

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے تناظر میں۔ اولاد دین کی پہلوان ہو

اللہ تعالیٰ نے جب سے دنیا قائم کی ہے۔ مرد اور عورت کے درمیان رشتۂ ازدواج قائم فرمایا ہے تا اِس سے اولاد پیدا ہو اور بابا آدم علیہ السلام کی نسل بڑھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآنِ کریم میں اِس اولاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ بعضوں کو مَیں لڑکے دیتا ہوں، بعضوں کو لڑکیاں، بعضوں کو ملی جلی اولاد سے نوازتا ہوں اور بعضوں کو بے اولاد رکھتا ہوں، (الشوریٰ:50-51)۔ خَاتَمُ النَّبِیّٖن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اولاد سے نوازا۔ آپؑ نے اِن کی تربیت اعلیٰ اسلامی اصولوں کے مطابق کی۔ اِن کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور اِن سے معیاری حُسنِ سلوک کیا۔ اِن کے لئے رات دن دعائیں کیں۔ جیسا کہ آپؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے یہاں پانچ دعائیں درج فرمائیں اِن میں سے دو دعاؤں کا تعلق اولاد سے ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ اُن سے قرّۃِ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔ سوم۔ پھر مَیں اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

(الحکم جلد 4 صفحہ 2 تا 11 مؤرخہ 17 جنوری 1900ء)

حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ آپ علیہ السلام کو بھی دوبار الہاماً سکھائی گئی۔ چنانچہ پہلا الہام مارچ 1882ء میں ہوا اور دوسری بار 1893ء میں یہ الہام ہوا:

”رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ“

یعنی اے میرے ربّ! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے ربّ! امّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے ربّ! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے۔ اور تُو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔

(تذکرہ صفحہ 47 مطبوعہ 1969ء)

سامعین! آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زوجہ محترمہ کے لئے جو الہامی دعائیں سکھلائی گئیں اُن میں سے ایک دعا یوں ہے۔ رَبِّ اشْفِ زَوْجَتِیْ ھٰذِہٖ وَاجْعَلْ لَّھَا بَرَکَاتٍ فِی السَّمَآءِ وَبَرَکَاتٍ فِی الْاَرْضِ (تذکرہ صفحہ 596) کہ اے میرے رب! میری اِس بیوی کو شفا دے اور اِس کے آسمان و زمین میں برکات پیدا فرمادے۔ یہاں یاد رہے کہ زمین و آسمان کی برکات میں اولاد جیسی نعمت شامل ہے۔ پھر آپؑ اپنے حلقۂ احباب اور دوستوں کو اولاد کے حق میں دعا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اِس نیت سے کرے... کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلاءِ کلمۃُ الاسلام کا ذریعہ ہو جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دے دے"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 579)

آپ علیہ السلام اولاد کی پرورش کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

"اُن کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو۔ لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں، صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر اُن کی جائداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔

غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ اس سے کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذباتِ نفس سے محفوظ رہے۔ اس کے سوا جس قدر خیالات ہیں وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقویٰ مدنظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔ اس صورت میں اگر مال بھی چھوڑتا ہے اور جائداد بھی اولاد کے واسطے چھوڑتا ہے تو ثواب ملتا ہے۔ لیکن اگر صرف جانشین بنانے کا خیال ہے اور اس نیت سے سب ہمّ و غم رکھتا ہے تو پھر گناہ ہے۔"

(ملفوظات۔ جلد سوم صفحہ 599-600)

الغرض آپؑ کا اولاد کے بارے میں ایک نمایاں پہلو دعا رہا اور دعاؤں میں عاجزی اور گریہ وزاری سے بچوں کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرتے۔ آپؑ کے بعض خواب اور الہامات سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دعاؤں کے نتیجے میں آپؑ کی اولاد کو خاص برکات عطا فرمائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"مَیں جب بھی اپنے والد صاحب کے پاس جاتا تو دیکھتا کہ وہ ہمارے لیے دعائیں کر رہے ہوتے۔ انہی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔"

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ (مؤلفِ سیرت المہدی) لکھتے ہیں:

مَیں بچپن میں اکثر دیکھتا کہ حضورؑ تہجد میں لمبی لمبی دعائیں کرتے اور اپنے بچوں کے لیے بھی بہت دعا کیا کرتے۔ کئی دفعہ مَیں نے سنا کہ حضور دعا میں روتے ہوئے یہ الفاظ دہرا رہے ہیں کہ "اے اللہ! میری اولاد کو اپنا صالح بندہ بنا دے۔"

سامعین! آئیں! اب آپؑ کی اپنی اولاد سے محبت اور شفقت کے واقعات ملاحظہ کریں۔ آپ علیہ السلام اپنی اولاد سے نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ والد محترم جب ہمیں دیکھتے تو ہنس کر پیار کرتے اور نرم الفاظ سے بات کرتے۔ کبھی اولاد کو سختی سے نہیں ڈانٹا، بلکہ اگر اصلاح کرنی ہوتی تو نہایت نرمی سے سمجھاتے۔

آپؑ نے اپنی اولاد کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ خود ان کے لیے دعا کرتے اور بزرگ اساتذہ کے سپرد کرتے تا کہ دنیاوی اور دینی دونوں تعلیم اچھی طرح حاصل کریں۔

سامعین! ایک بنیادی بات جو حضرت اقدس علیہ السلام نے بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ بچوں کی تربیت کے لئے بچپن سے ہی مناسب اقدام کرنے چاہئیں۔ چنانچہ بچپن کے زمانے میں ہی اولاد کی تربیت کا خیال رکھنے کے سلسلے میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہو گا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی بھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی

اکثر باتیں یاد نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 44)

آپؑ بچوں کو صرف نصیحت ہی نہیں کرتے تھے بلکہ خود بھی عملی نمونہ دکھاتے۔ اگر کبھی اولاد سے کوئی غلطی ہوتی تو بجائے غصّے کے، نرمی سے ان کی رہنمائی فرماتے اور اپنے عمل سے سکھاتے۔ دنیاوی مال و دولت یا عیش و عشرت پر زور نہ دیتے بلکہ ہمیشہ تقویٰ، خدمتِ دین اور خدا کی رضا کی طرف توجہ دلاتے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ آپ کبھی بچوں کو اپنے پاس بٹھا کر باتیں کرتے، ان کے چھوٹے چھوٹے سوالات کے جواب بڑی محبت سے دیتے۔ بعض دفعہ بچوں کے لیے پھل، مٹھائی وغیرہ کا بھی اہتمام کر دیتے تھے تاکہ وہ خوش رہیں۔

روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپؑ کے بیٹے نے کوئی بچگانہ سی شرارت کی۔ بجائے ناراض ہونے کے آپ نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا:

"یہ بچے ہیں، اِن کی شرارت بھی اِن کا حسن ہے۔"

آپؑ نے اپنے بچوں کے لیے نہ صرف مقامی معلمین کا انتظام کیا بلکہ ان کی تربیت کے لیے دعاؤں کے ساتھ ساتھ عملی نگرانی بھی فرمائی۔

ایک موقع پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایک روایت میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ بچپن میں کھیل کود میں زیادہ مشغول ہو گئے اور پڑھائی میں توجہ نہ دی۔ کسی نے حضورؑ کے سامنے شکایت کی۔ آپؑ نے ناراض ہونے کی بجائے محبت سے فرمایا:

"یہ بچے ہیں، ابھی ان کا دل کھیل میں ہے۔ آہستہ آہستہ پڑھائی کی طرف راغب ہو جائیں گے۔"

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی شخصیت اور تربیت آپؑ کی ہی خصوصی نگرانی اور دعاؤں کا نتیجہ تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے بیٹے صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے متعلق دعاؤں میں خاص رنگ اختیار کرتے۔ ایک بار فرمایا:

"مَیں نے محمود کے لیے بہت دعا کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس کو دین کے لیے خاص قدرت دی جائے گی۔"

سامعین! ایک دفعہ آپؑ کو اپنے بیٹے کے بیمار ہونے پر فکر لاحق ہوئی۔ روایت ہے کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ شدید بیمار ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے رات بھر جاگ کر ان کے پاس وقت گزارا اور دعائیں کرتے رہے۔ گھر کے افراد کو ہدایت دی کہ بچے کے آرام میں کوئی کمی نہ آنے پائے۔ یہ واقعہ آپ کی بے پناہ شفقت کا مظہر ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ اکثر بچوں کو پاس بٹھا لیتے، ان کی باتیں سنتے اور مسکراتے۔ اگر وہ کوئی معصومانہ سوال کرتے تو بڑے صبر اور محبت سے جواب دیتے تاکہ بچے خود کو اہم اور پیار بھرا محسوس کریں۔

ایک دفعہ دو بھائیوں میں اِس بات پر جھگڑا ہو گیا کہ علم اچھا ہے یا دولت۔ ایک کہے کہ دولت اچھی ہے جبکہ دوسرا علم کو اچھا کہہ رہا تھا۔ آپؑ جب قریب سے گزرے تو جھگڑے کو سن کر فرمایا کہ نہ علم اچھا ہے اور نہ دولت۔ خدا کا فضل اچھا ہے۔

(سیرت مسیح موعودؑ از شیخ یعقوب علی عرفانی)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ الحکم میں تحریر فرماتے ہیں:

"محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسوّدات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مشغول ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق وسباق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش! اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدندان کہ اب کیا ہو گا اور در حقیقت عادتاً بُری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں، "خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہو گی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔" (سیرت مسیح موعود از حضرت شیخ یعقوب علیؓ)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان فرمایا کہ:

"جب حضرت مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا تو ان دنوں مَیں چھوٹا بچہ تھا اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا مجھے اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہ تھی۔ ایک دن میں مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہ آنے والے مسیح وہ خود ہیں۔ مَیں نے ان کی تردید کی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہوں گے۔ خیر جب مَیں گھر آیا تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ مَیں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ مَیں نے سنا ہے آپ کہتے ہیں کہ آپ مسیح ہیں؟ میرا یہ سوال سن کر حضرت صاحب خاموشی سے اٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ فتح اسلام لا کر مجھے دے دیا اور فرمایا اِسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچہ کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے۔"

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحب)

حضرت مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کس شفقت پدری کا نمونہ تھے۔ ایک بار محمود نے جو اس وقت بچہ تھا۔ آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹیں تو وہ اینٹ چبھے۔ مَیں موجود تھا۔ آپ حامد علی صاحب سے فرماتے ہیں۔ حامد علی! چند روز سے ہماری پسلی میں درد ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپؑ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اس کا ہاتھ اینٹ سے جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی اور عرض کیا یہ اینٹ تھی جو آپؑ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا کہ "اوہو! چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں مَیں اس سے کھیلوں گا"۔ اس واقعہ سے حضور کے استغراق کا پتہ چلتا ہے اور یہ بھی کہ بچہ کی دلداری کا کس قدر خیال ہے۔

سامعین! عام طور پر بچوں میں کہانیاں کہنے اور سننے کا شوق ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچے بھی اس کلّیہ سے مستثنیٰ نہ تھے۔ خصوصاً حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہانیاں سننے کا بہت شوق ہوتا تھا۔ حضرت اقدسؑ بھی ان کی دلداری نہیں بلکہ تربیت کے خیال سے کہانیاں سننے کی اور دوسروں کو سنانے کی نہ صرف اجازت دیتے تھے بلکہ خود بھی بعض اوقات سنا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ ایک بُرے بھلے آدمی کی کہانی بھی آپؑ سناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک بُرا آدمی تھا اور ایک اچھا آدمی تھا۔ آخر کار بُرے آدمی کا انجام بُرا ہوا اور اچھے کا اچھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد مرتبہ فرمایا کہ اچھی کہانی سنا دینی چاہئے اس سے بچوں کو عقل اور علم آتا ہے۔

بچوں کی ہر قسم کی خوشی کی تقریب کو آپؑ مناتے تھے۔ آمین کے جلسے ہوتے تھے اور اس تقریب پر سچی اور حقیقی خوشی کا اظہار ہوتا تھا۔ لیکن آپ یہ کبھی پسند نہ فرماتے تھے کہ ان تقریبات پر کسی قسم کا کوئی ایسا فعل ہو جو خلاف شریعت اور خلاف سنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ بچوں کے عقیقہ کی تقریب تو ان کے بچپن کے ایسے وقت ہوتی ہے کہ ان کو معلوم بھی نہیں ہوتا۔ البتہ آمین کی تقریب ایسی تھی کہ وہ محسوس کرتے تھے اور جانتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنا ایک ذاتی واقعہ سیرت المہدی میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے حجرہ میں کھڑے تھے۔ والدہ صاحبہ بھی غالباً پاس تھیں۔ مَیں نے کوئی بات کرتے ہوئے مرزا نظام الدین صاحب کا نام لیا تو صرف نظام الدین کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ میاں! آخر وہ تمہارا چچا ہے۔ اس طرح نام نہیں لیا کرتے۔

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 28 روایت نمبر 38)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف تھے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں جب کبھی کسی استاد کے خلاف شکایت آتی کہ اس نے کسی بچے کو مارا ہے تو سخت ناپسند فرماتے اور متواتر ایسے احکام نافذ فرماتے کہ بچوں کو جسمانی سزا نہ دی جائے۔ چھوٹے بچوں کے متعلق فرمایا کرتے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے تو مکلّف ہیں ہی نہیں پھر تمہارے مکلّف کیونکر ہو سکتے ہیں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہدایت اور تربیتِ حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔"

نیز فرمایا:

”ہم تو اپنے بچوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309)

سامعین! ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تربیت اولاد کے بارہ فرماتے ہیں:

”ہر مرد عورت کی جب شادی ہوتی ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے اولاد ہو۔ اگر شادی کو کچھ عرصہ گزر جائے اور اولاد نہ ہو تو بڑی پریشانی کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے۔ مجھے بھی احمدیوں کے کئی خط روزانہ آتے ہیں جن میں اس پریشانی کا اظہار ہوتا ہے، دعا کے لئے کہتے ہیں۔ لیکن ایک احمدی کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اولاد کی خواہش ہمیشہ اس دعا کے ساتھ کرنی چاہئے کہ نیک صالح اولاد ہو جو دین کی خدمت کرنے والی ہو اور اعمال صالحہ بجالانے والی ہو۔ اس کے لئے سب سے ضروری بات والدین کے لئے یہ ہے کہ وہ خود بھی اولاد کے لئے دعا کریں اور اپنی حالت پر بھی غور کریں۔ بعض ایسے ہیں جب دعا کے لئے کہیں اور ان سے سوال کرو کہ کیا نمازوں کی طرف تمہاری توجہ ہوئی ہے، دعائیں کرتے ہو؟ تو پتہ چلتا ہے کہ جس طرح توجہ ہونی چاہئے اس طرح نہیں ہے۔ مَیں اس طرف بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں کہ اولاد کی خواہش سے پہلے اور اگر اولاد ہے تو اس کی تربیت کے لئے اپنی حالت پر بھی غور کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ جب اولاد سے نوازے یا جو اولاد موجود ہے وہ نیکیوں پر قدم مارنے والی ہو اور قرۃ العین ہو۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ایک دعا حضرت زکریاؑ کے حوالے سے ہمیں سکھائی ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ (آل عمران:39) کہ اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر یقیناً تو بہت دعا سننے والا ہے۔ ایسی پاک نسل عطا کر جو تیری رضا کی راہوں پر چلنے والی ہو اور جب انسان یہ دعا کر رہا ہو تو خود اپنی حالت پہ بھی غور کر رہا ہوتا ہے کہ کیا میں ان سارے حکموں پر عمل کر رہا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیے ہیں؟

پھر ایک جگہ حضرت ابراہیمؑ کی اس دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (الصّٰفّٰت:101) اے میرے رب! مجھے صالحین میں سے وارث عطا کر، مجھے نیک صالح اولاد عطا فرما۔ پس جو والدین اولاد کے خواہش مند ہوں انہیں نیک اولاد کی خواہش کرنی چاہئے اور پھر اولاد کی تربیت بھی اس کے مطابق ہو اور جیسا کہ مَیں نے کہا اولاد کی تربیت کے لئے سب سے پہلے اپنے نمونے قائم کرنے چاہئیں۔ واقفین نو بچوں کے جو والدین ہیں انہیں خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے جس انعام سے نوازا تھا اس نے تو قربانی کا بھی اعلیٰ معیار قائم کر دیا۔ پس جو والدین اپنے بچوں کو وقف نو میں شامل کرتے ہیں انہیں خصوصاً اور دوسروں کو بھی، عام طور پر ہر احمدی کو دعا کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں ایسی اولاد سے نوازے جو حقیقت میں دین کی خادم بننے والی ہو، جو حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں کو تلاش کرنے والی ہو اور صالحین میں شمار ہو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 اکتوبر 2006ء)

شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو
جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡